استفتاء

الی جناب سیدی مرشدی مربی استاذی محترمی ومکرمی
الشیخ الحضرۃ المفتی محمود اشرف العثمانی دامت برکاتھم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ

کیا فرماتے ہیں علماء وفقہائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱. مروجہ کھیلوں (ہاکی، کرکٹ، فٹبال وغیرہ) کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ نیز کھیلوں کے جواز وعدم جواز کیلئے شرعی ضابطہ کیا ہے۔

۲. کھیلوں کے فروغ وانتظامات کیلئے بورڈ اور کمیٹیاں وغیرہ بنانا اور چیمپئین شپس (یعنی ورلڈ کپ وغیرہ) منعقد کرانا کیسا ہے۔

۳. آج کل ان کھیلوں میں خواتین کا حصہ بہت بڑھ گیا ہے اور باقاعدہ ان کے مقابلے اور ٹورنامنٹ بورڈ کے زیر سرپرستی کرائے جاتے ہیں اور خواتین کی ٹیمیں اندرون ملک اور بیرون ملک دوروں پر بھی جاتی ہیں یہ طرز از روئے شرع کیسا ہے۔

۴. آج کل یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ کھیل ملک کا نام روشن کرنے کا ذریعہ ہے لہذا اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے کیا اس کی گنجائش ہے۔

۵. کھلاڑیوں کو عام طور پر بینک کی جانب سے معاوضہ ملتا ہے اور اکثر کھلاڑی بینکوں کی بنائی ہوئی ٹیموں کی طرف سے کھیلتے ہیں اور وہیں سے منتخب بھی کیئے جاتے ہیں کیا ان کھلاڑیوں کا بینک سے معاوضہ لینا صحیح ہوگا۔

۶. بعض نجی اداروں اور حکومت کی جانب سے بھی کھلاڑیوں کو اچھی کارکرگی پر انعامات دیئے جاتے ہیں جو کہ بعض اوقات انتہائی خطیر رقم کی صورت میں ہوتے ہیں اور حکومت وہ رقم بیت المال سے ادا کرتی ہے کیا حکومت کیلئے اس کی گنجائش ہے کہ وہ بیت المال کی رقم ان مصارف میں استعمال کرے نیز نجی طور پر بھی جو حضرات اس طرح کرتے ہیں انہیں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔

مستفتی
محمد نوید احمد
میرپورخاص

دارالافتاء
فتویٰ نمبر
مورخہ

Scanned by CamScanner

الجواب حامداً ومصلیاً !-

(۱) مذکورہ کھیل اگر بغرضِ تفریح یا تفریحِ طبع کے لئے کھیلے جائیں تو درج ذیل شرائط کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے کھیلنے کی شرعاً گنجائش ہے۔

۱۔ کھیل کو بذاتِ خود مقصود نہ سمجھا جائے۔
۲۔ فرائض اور حقوقِ واجبہ کی ادائیگی کا پورا اہتمام کیا جائے۔
۳۔ وقت کا ضیاع نہ ہو۔
۴۔ زیادہ خرچ نہ کیا گیا ہو۔
۵۔ ستر ڈھانپنے کا مکمل اہتمام ہو۔
۶۔ غیر شرعی لباس میں ملبوس نہ ہو۔
۷۔ مرد و زن کا مخلوط اجتماع نہ ہو۔
۸۔ کوئی غیر شرعی شرط نہ رکھی گئی ہو۔
۹۔ منکرات مثلاً موسیقی، ڈانس وغیرہ سے مکمل اجتناب ہو۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ معارف القرآن ص۲۲/۲۵ ج۷ میں فرماتے ہیں:

یہ بات تفصیل سے آچکی ہے کہ مذموم اور ممنوع وہ لہو اور کھیل ہے جس میں کوئی دینی یا دنیوی فائدہ نہ ہو، جو کھیل بدن کی ورزش صحت اور تندرستی باقی رکھنے کے لئے یا کسی دوسری دینی یا دنیوی ضرورت کے لئے یا کم از کم طبیعت کا تکان دور کرنے کے لئے ہوں اور ان میں غلو نہ کیا جائے کہ انہی کو مشغلہ بنا لیا جائے اور ضروری کاموں میں ان سے حرج پڑنے لگے تو ایسے کھیل شرعاً مباح اور دینی ضرورت کے لئے ہوں تو ثواب ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے "روحوا القلوب ساعة فساعة" اخرجه ابوداؤد في مراسيله عن ابن شهاب مرسلاً۔ یعنی تم اپنے قلوب کو کبھی کبھار آرام دیا کرو جس سے قلب و دماغ کی تفریح اور اس کے لئے کچھ وقت نکالنے کا جواز ثابت ہوا۔ شرط ان سب چیزوں میں یہ ہے کہ نیت اُن مقاصدِ صحیح کی ہو جو ان کھیلوں میں پائے جاتے ہیں۔ کھیل برائے کھیل مقصد نہ ہو اور وہ بھی بقدرِ ضرورت رہے اس میں توسع اور غلو نہ ہو۔

(ماخذہ کھیل اور تفریح کی شرعی حدود)

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ______
مورخہ ______

نیز کھیلوں کے بارے میں درج ذیل امور "اصول" کی حیثیت رکھتے ہیں جن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تمام کھیلوں کا حکم اجمالی طور پر معلوم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ جن کھیلوں کی احادیث و آثار میں صریح ممانعت آگئی ہے وہ ناجائز ہیں۔ مثلاً نرد، شطرنج، کبوتر بازی، اور جانوروں کو لڑانا وغیرہ

۲۔ جس کھیل سے دینی یا دنیوی کوئی معتدبہا فائدہ مقصود نہ ہو۔ بلا مقصد محض وقت گزاری کے لئے کھیلا جائے وہ بھی ناجائز ہے۔

--- جاری ہے ---

۳ — جس کھیل سے دینی یا دنیوی معتدبہا فائدہ تو حاصل ہو مگر وہ کھیل کسی حرام اور معصیت پر مشتمل ہو تو گو یہ کھیل اپنی ذات کے اعتبار سے جائز ہے مگر ان حرام کاموں کے ارتکاب کی وجہ سے ناجائز ہو جائیگا۔ اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً کسی کھیل میں ستر کھولا جائے، یا اس کھیل میں جوا کھیلا جا رہا ہو، یا اس میں مرد وزن کا مخلوط اجتماع ہو یا اس میں موسیقی کا اہتمام کیا گیا ہو یا اس کھیل میں کفار کی نقالی کی جا رہی ہو۔

۴ — جو کھیل فرائض اور حقوقِ واجبہ سے غافل کرنے والے ہوں وہ بھی ناجائز ہوں گے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے کھیل اور تفریح کی شرعی حدود۔

فی الدر المختار: ۲۹۶/۶

وکرہ کل لہو لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام "کل لہو المسلم حرام الا ثلاثۃ ملاعبتہ اہلہ وتأدیبہ لفرسہ ومناضلتہ بقوسہ"

وفی الشامیۃ: ۲۹۵/۶

ای کل لعب وعبث فالثلاثۃ بمعنی واحد کما فی شرح التأویلات والاطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعہ کالرقص والسخریۃ والتصفیق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فانہا کلہا مکروہۃ لانہا زی الکفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذلک حرام وان سمع بغتۃ یکون معذورا ویجب ان یجتہد ان لا یسمع، قہستانی

وفیہ ایضا: ۲۹۶/۶

اقول: قدمنا عن القہستانی جواز اللعب بالصولجان وہو الکرۃ للفروسیۃ وفی جواز المسابقۃ بالطیر عندنا نظر وکذا فی جواز معرفتہ ما فی الید واللعب بالخاتم فانہ لہو مجرد واما المسابقۃ بالبقر والسفن والسباحۃ فظاہر کلامہم الجواز ورمی البندق والحجر کالرمی بالسہم واشالۃ الحجر بالید وما بعدہ فالظاہر انہ ان قصد بہ التمرن والتقوی علی الشجاعۃ لا بأس بہ

وفی الہندیۃ: ۳۵۲/۶

المصارعۃ بدعۃ وہل تترخص للشبان قال رحمہ اللہ تعالی لیست ببدعۃ وقد جاء الاثر فیہا الا انہ ینظر ان اراد بہا التلہی یکرہ لہ ذلک ویمنع عنہ وان اراد تحصیل القوۃ لیقدر علی المقاتلۃ مع الکفرۃ فانہ یجوز ویثاب علیہ وہو کضرب المثلث اذا اراد التطرب والتلہی یمنع عنہ لینزجر وان کان مقاتلا واراد بہ القوۃ والقدرۃ علیہا جاز ذلک کذا فی جواہر الفتاوی۔

وفیہ ایضا: ۳۵۲/۶

ویکرہ اللعب بالشطرنج والنرد وثلاثۃ عشر واربعۃ عشر وکل لہو ما سوی الشطرنج حرام بالاجماع

Scanned by CamScanner

(۲) ـــ کھیل کے فروغ کے لئے بورڈ اور کمیٹیاں بنانے اور چیمپین شپس (ورلڈکپ وغیرہ) منعقد کرنے سے وہ کھیل محض تفریحِ طبع یا بغرضِ ورزش نہیں رہتا بلکہ مقصود بالذات بن جاتا ہے جو عقلاً و شرعاً معیوب ہونے کے ساتھ ساتھ دین کے منشا و مقاصد کے بھی خلاف ہے۔ خصوصاً جبکہ اسمیں درج ذیل خرابیاں بھی عموماً پائی جاتی ہیں۔

۱ ـــ ان کھیلوں میں کھلاڑیوں اور ان کھیلوں سے دلچسپی رکھنے والوں کا انہماک بہت زیادہ ہونے لگا ہے حتیٰ کہ ضروری کاموں پر اس کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جس سے بسا اوقات بندوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔

۲ ـــ ان کھیلوں کے کھیلنے میں بالعموم فرض نمازوں کے اوقات، جمعہ کے مبارک دن اور رمضان المبارک کے فرض روزوں کے ایام کا خیال نہیں رکھا جاتا جبکہ یہ ایک مسلمان کے لئے فرضِ عین ہے۔

۳ ـــ یہ کھیل بالعموم اسقدر مہنگے ہوتے ہیں کہ امراء اور ان کے بچے ہی صحیح طور پر ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ غریب بچے حسرت سے دیکھتے ہیں اور متوسط الحال بچے بمشکل ان کھیلوں کے اخراجات برداشت کرتے ہیں جس سے اسراف اور تبذیر تک نوبت پہنچتی ہے۔

۴ ـــ بالعموم ان کھیلوں میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔ بلکہ اب ان میں قوم کے وقت کا جتنا ضیاع ہونے لگا ہے۔ وہ قوم کے صاحبِ فکر حضرات کے لئے بہت قابلِ توجہ ہے۔

۵ ـــ اکثر کھیلوں میں ستر کا اہتمام نہیں کیا جاتا یعنی جسم کے ان حصوں کو ڈھانپنے پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی جن کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ مثلاً مرد کے لئے ایسی نیکر پہن کر کھیلنا جائز نہیں جس میں ناف سے گھٹنے تک کا حصہ کھلتا ہو جبکہ عورت کا تو پورا جسم "ستر" ہے۔

۶ ـــ اکثر کھیلوں میں مرد و زن کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ مرد و زن محض تفریح اور کھیل برائے کھیل کی نیت سے جمع ہوتے ہیں اس لئے ہوٹنگ، بھنگڑا، ڈانس، موسیقی اور دیگر نازیبا اور ناشائستہ امور کھلے عام ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اب ایسے اجتماعات میں کسی شریف آدمی کا جانا اپنی بے عزتی کو دعوت دینا ہے۔

۷ ـــ ان کھیلوں میں (جو محض تفریحِ طبع کے لئے ہونے چاہئیں) اب ایسی محاذ آرائی اور ذہنی تناؤ ہونے لگا ہے کہ جس سے ان کھیلوں کا مقصد ہی فوت ہو گیا ہے۔ اب کھیلوں کے میدان کو محاذِ جنگ سمجھا جاتا ہے۔ اس کی ہار جیت کو قومی شکست اور قومی فتح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے میچوں کے لئے اس طرح دعائیں مانگی اور نذریں بولی جاتی ہیں جیسے بیت المقدس کی آزادی یا جہادِ کشمیر کا معاملہ سر پر آن پڑا ہو۔ سربراہانِ مملکت اس سلسلہ میں تہنیتی اور تعزیتی پیغامات جاری کرتے ہیں۔ اور اب یہ خبریں بھی عام ہونے لگی ہیں کہ فلاں میچ کا دیکھنا بلڈ پریشر اور دل کے مریضوں کے لئے نامناسب ہے۔ اور یہ کہ فلاں میچ میں اتنے سامعین و ناظرین دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

۸ ـــ ان کھیلوں میں جوا کھیلا جاتا ہے۔ شرطیں بدی جاتی ہیں اور لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کی رقوم ان میں ہاری جاتی ہیں۔ بڑے جوئے بازوں کے علاوہ چھوٹی سطح پر محلہ اور گھروں میں ناظرین اور سامعین کھیل دیکھتے سنتے ہیں اور آپس میں شرطیں لگاتے ہیں اور بلاوجہ ناسمجھی میں قمار یعنی جوئے کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو شرعاً گناہِ کبیرہ ہے اور قرآن حکیم کی کئی آیات میں اسے سختی

Scanned by CamScanner

سے منع کیا گیا ہے۔

اب ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے کہ وہ کھیل جن کا مقصد محض تفریح طبع ہونا چاہیئے تھا وہ حدود شرعی کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے کہاں تک پہنچ گئے۔

لہٰذا کھیل کے فروغ کے لئے کھیل برائے کھیل کے لئے بورڈ، کمیٹیاں، اور چیمپین شپس منعقد کرانا جس میں مذکورہ بالا خرابیاں پائی جاتی ہوں جائز نہیں۔ (ماخوذ از کھیل اور تفریح کی شرعی حدود ص ۱۰۵)

(۳) ــــــ عورت کے لئے اصل حکم یہ ہے کہ وہ گھر میں رہے اور بلا ضرورت گھر سے نہ نکلے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا" وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولی" ترجمہ: اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانۂ جاھلیت کے دستور کے موافق مت پھرو" نیز عورت کے بہترین کھیل کے متعلق کنز العمال کی ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ" خیر لهو المؤمن السباحة وخیر لهو المرأة المغزل" کنز العمال ص ۱۹/۱۵ ۔ یعنی مومن کا بہترین کھیل تیراکی ہے اور عورت کا بہترین کھیل سوت کاتنا ہے۔

لہٰذا مروجہ کھیلوں کے لئے باہر جانا عورت کی ضرورت وحاجت میں داخل نہیں لہٰذا خواتین کا مروجہ کھیلوں میں حصہ لیکر اندرون و بیرون ملک دوروں پر جانا ہرگز جائز نہیں خصوصاً جبکہ اس میں درج ذیل خرابیاں بھی بالعموم پائی جاتی ہیں۔

۱ ــــــ بے پردگی۔

۲ ــــــ غیر شرعی لباس کا استعمال بایں طور لباس یا تو نیم عریاں ہوتا ہے یا اس قدر چست ہوتا ہے کہ جس سے عورت کے اعضاء مستورہ کی نمائش ہوتی ہے۔

۳ ــــــ مرد و زن کا مخلوط اجتماع۔

۴ ــــــ ان خواتین کی مختلف ناز و انداز کی تصاویر، اخبارات، اور رسائل میں چھپنا۔

اس کے علاوہ بھی دیگر کئی قسم کے منکرات ومفاسد پائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے خواتین کا باقاعدہ میدان میں نکل کر یا میڈیائی سطح پر کھیلوں میں شرکت کرنا ہرگز جائز نہیں البتہ اگر کوئی خاتون گھر میں رہتے ہوئے حدود شریعت کے اندر، اپنے محارم کے ساتھ بغرض تفریح طبع کوئی جائز کھیل کھیلے جبکہ فتنہ کا بھی کوئی اندیشہ نہ ہو تو شرعاً اسکی گنجائش ہے۔

قال اللہ تعالی فی القرآن المجید:

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولی

وفی تفسیر المظہری ص ۲۶۱

(وقرن فی بیوتکن) ولیس فی الآیة نہی عن الخروج من البیت مطلقاً ان کان للصلوۃ او الحج (اھکذا فی معارف القرآن ص ۱۳۲/۷)

وفی المرقاۃ مع المشکوۃ (ص ۲۸۷/۶)

عن عائشة رضی اللہ عنہا انہا کانت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر قالت، فسابقته، فسبقته علی رجلی فلما حملت اللحم سابقته فسبقنی قال ھذه تلك السبقة۔

جاری ہے ــــــ

(۴) ——— یہ بات عقلاً و شرعاً درست نہیں اور مشاہدہ کے بھی خلاف ہے۔ کیوں کہ اس دور میں بھی جو ممالک ترقی یافتہ سمجھے جاتے ہیں انہوں نے سرکاری سطح پر کھیل کو کوئی بنیادی اہمیت نہیں دی۔ ان کے یہاں اصل اور بنیادی مقصد جدید ٹیکنالوجی کا حصول اور اپنی دفاعی قوت کو مضبوط کرنا ہے جس کی وجہ سے دنیا میں وہ طاقتور ممالک شمار ہوتے ہیں۔

نیز مشاہدہ بھی یہی ہے کہ کھیل برائے کھیل بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہے۔ دوران کھیل ملک بھر میں نیم سرکاری چھٹی کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ منڈیوں میں کاروبار نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے جس کی وجہ سے صرف ایک دن میں قومی خزانہ میں کروڑوں کا نقصان ہوتا ہے۔ جس کے پورا کرنے کے لئے عوام پر بے جا ٹیکس لگائے جاتے ہیں۔ پھر اس پر مزید یہ کہ قومی خزانہ کا ایک کثیر سرمایہ جو جدید ٹیکنالوجی کے حصول اور اپنی دفاعی قوت کے مضبوط کرنے میں استعمال ہونا چاہیے تھا یا کم از کم عوام کے مصالح فلاح و بہبود اور ترقیاتی کاموں میں خرچ ہونا چاہیے تھا وہ سرمایہ ان کھیلوں کے فروغ اور ان پر ہونے والے فضول اخراجات میں خرچ ہوتا ہے۔

جب صورت حال یہ ہے تو کھیل برائے کھیل کسی قوم کے روشن مستقبل کا ذریعہ کیوں کر ہو سکتا ہے بلکہ کھیل کی جو صورت حال ہمارے یہاں ہے اسے تاریک مستقبل کا ذریعہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

اور اگر بالفرض اس بات کو تسلیم کر بھی لیا جائے کہ کھیل برائے کھیل کسی درجہ میں ملک کا نام روشن ہونے کا ذریعہ ہے۔ تب بھی کھیل کے ذریعہ نام روشن کرنا کسی کافر، فاجر اور بے مقصد قوم کا شعار تو ہو سکتا ہے مگر ایک مسلمان اور بامقصد قوم کے شایان شان ہرگز نہیں۔

(۵) ——— مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق جو کھیل جائز ہو اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے صحیح مقاصد کے لئے کھیلا جائے تو بینک سے اس پر معاوضہ لینا درست ہے۔ بشرطیکہ بینک وہ تنخواہ حلال رقوم سے ادا کرے یا بینک کے اس مرکزی اکاؤنٹ سے ادا کرے جس میں حلال رقوم غالب ہوں لیکن اگر وہ کھیل تفصیل بالا کے مطابق کسی بھی وجہ سے ناجائز ہو۔ یا بینک سودی اکاؤنٹ سے یا اس اکاؤنٹ سے تنخواہ ادا کرے جس میں غالب رقوم حرام ہیں تو نہ ایسا کھیل کھیلنا جائز ہے اور نہ ہی اس پر اجرت لینا جائز ہے۔

فی البدائع ۴/۱۸۱

ومنها ان یکون العمل المستأجر له مقدور الاستیفاء من العامل بنفسه ولا یحتاج الی غیره ـــ وعلی هذا یخرج الاستئجار علی المعاصی انه لا یصح لانه استئجار علی منفعة غیر مقدورة الاستیفاء شرعاً کاستئجار الانسان للعب واللهو وکاستئجار المغنية والنائحة للغناء والنوح ـــ وکذا کل اجارة وقعت لمظلمة لانه استئجار لفعل المعصية فلا یکون المعقود علیه مقدور الاستیفاء شرعاً ——— الخ

(۶) ——— بیت المال (قومی خزانہ) کی رقوم قوم کی امانت ہے۔ اس کو مصالح مسلمین، فلاحی و ترقیاتی کاموں میں خرچ کرنا ضروری ہے لہذا حکومت کے لئے ان رقوم کو بے جا مصارف میں استعمال کرنا اور لہو و لعب کاموں کی تشہیر اور حوصلہ افزائی کے لئے خرچ کرنا قومی خزانہ

ـــ ہمارے ـــ

Scanned by CamScanner

میں خیانت ہے جو جائز نہیں۔

اسی طرح نجی طور پر بھی لوگوں کے لئے یہ طرز اختیار کرنا مناسب نہیں ان کو چاہیئے کہ اپنی رقوم کو خیر کے ان کاموں میں خرچ کریں جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہوں۔

واللہ اعلم بالصواب

محمد شاہد

دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

۱۶/۷/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح

احقر محمد اشرف عفا اللہ عنہ

۱۷/۷/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح

اصغر علی ربانی

۱۷ رجب ۱۴۲۲ھ

نائب مفتی
دار العلوم کراچی

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۲/۲۴۸۶
مورخہ ۲۲/۷/۱۷
جامعہ دار العلوم کراچی

Scanned by CamScanner